Journal of Religion & Society **(JR&S)**
Available Online:
https://islamicreligious.com/index.php/Journal/index
Print ISSN: 3006-1296Online ISSN: 3006-130X
Platform & Workflow by: Open Journal Systems

The Number of Quranic Verses: Historical Opinions, Differences, and an Analytical Study of the Correct View

قرآنی آیات کی تعداد: تاریخی اقوال، اختلافات اور صحیح موقف کا تجزیاتی مطالعہ

Talat Mehmood
MPhil Scholar, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology
tallatawan787313@gmail.com
Dr Farhadullah*
Assistant Professor, Department of Islamic Studies Kohat University of Science and Technology Kohat
Corresponding Author Email dr.farhadullah@kust.edu.pk

Abstract

The present article examines the scholarly discourse on the number of verses in the Qur'an (ʾĀyāt al-Qurʾān) and addresses common misconceptions surrounding this issue. Linguistically, the word āyah means "sign" or "mark," while in Qur'anic usage it refers to a passage upon which pausing is considered appropriate. Classical sources, including al-Itqān of al-Suyūṭī and al-Burhān of al-Zarkashī, report consensus among Muslim scholars that the Qur'an contains more than six thousand verses, with variations depending on the method of counting. Six major traditions of verse enumeration are identified: Madanī (early and late), Makki, Shāmī, Baṣrī, and Kūfī. Among these, the Kūfī enumeration recorded as 6,236 verses and attributed to Imām ʿAlī (RA) has been widely accepted and remains the standard in the muṣḥafs used by the Muslim world today.

The article further explores narrations attributing higher counts, such as 6,616 (to Ibn ʿAbbās) and the commonly cited 6,666, noting that these are either weak in transmission or the result of thematic approximations (e.g., verses of promise, warning, command, prohibition, etc.). The study emphasizes that the differences in enumeration arise not from textual discrepancies but from variations in considering whether certain phrases constitute independent verses or continuations.

It concludes that all Muslims unanimously affirm the completeness and preservation of the Qur'an from al-Ḥamd (Sūrat al-Fātiḥah) to al-Nās (Sūrat al-Nās) without addition or omission. The diversity in counting methods reflects historical approaches to recitation and teaching, rather than any difference in the Qur'anic text itself.

Keywords: *Qur'anic verses, Verse enumeration, ʿAdd al-Āy, Kūfī count, ʿUlūm al-Qur'ān (Qur'anic sciences), The 6666 verses issue, Preservation of the Qur'an*

قرآن مجید ایک ایسی جامع اور ہمہ گیر کتاب ہے جس کی ہر آیت اپنے اندر ہدایت، علم اور حکمت کا سمندر سموئے ہوئے ہے۔ آیاتِ قرآنیہ محض الفاظ کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ زندہ پیغام ہیں جو بندے کو خالق سے جوڑتے ہیں، اس کی فطرت کو جِلا بخشتے ہیں اور زندگی کے ہر پہلو کو روشنی عطا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن کی ایک ایک آیت امتِ مسلمہ کے نزدیک نہایت اہمیت رکھتی ہے اور اس کے الفاظ وتراکیب ہی نہیں بلکہ ان کی گنتی تک کو عین دین سمجھا گیا ہے۔ اہلِ علم نے قرآن کی آیات کی تعداد کو محض ریاضیاتی شمار نہیں سمجھا بلکہ اس کو ایک مستقل علمی باب کے طور پر پیش کیا اور اس کے اصول وقواعد مرتب کیے تاکہ آنے والی نسلوں کے لیے یہ ذخیرہ محفوظ رہے۔

آیات کی تعداد کا موضوع دراصل اس حقیقت کا مظہر ہے کہ قرآن کو جس باریکی اور احتیاط کے ساتھ محفوظ کیا گیا ہے، اس کی مثال انسانی تاریخ میں نہیں ملتی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے نبی کریم ﷺ سے قرآن کو جس ترتیب کے ساتھ حاصل کیا، اسی ترتیب کو تابعین اور تبع تابعین نے اپنے اپنے حلقوں میں زندہ رکھا۔ یہی وجہ ہے کہ امت کے مختلف علمی مراکز مثلاً مکہ، مدینہ، کوفہ، بصرہ اور شام میں قرآن کی آیات کی گنتی کے بارے میں تفصیلی علمی روایت وجود میں آئی۔ ان مکاتب کی کوششوں نے امت کو یہ یقین دلایا کہ قرآن کا ہر لفظ، ہر آیت اور ہر علامت ایک مضبوط اور ناقابلِ تغیر سند کے ساتھ آج تک محفوظ ہے۔

یہاں یہ بات بھی قابلِ توجہ ہے کہ آیات کے شمار میں اختلاف دراصل قرآن کے متن یا اس کے اصل پیغام میں کسی تبدیلی کی علامت نہیں بلکہ یہ اختلاف تلاوت، وقف وابتداء، اور طویل یا مختصر جملوں کی تقسیم سے پیدا ہوا۔ اس اختلاف نے خود قرآن کی وسعت اور لچک کو نمایاں کیا کہ ایک ہی وحی مختلف قراءتوں اور مختلف تعلیمی مراکز میں اپنی اصل شکل میں کس طرح زندہ رہی۔ یہی پہلو علوم القرآن کی اس شاخ کو ایک اہمیت عطا کرتا ہے جو "عدّ الآی" کے نام سے جانی جاتی ہے۔

علماء نے آیات کی تعداد پر تحقیق کو صرف ایک رسمی عمل نہیں سمجھا بلکہ اسے قرآن کی حفاظت کا لازمی جزو قرار دیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنی زندگیاں اس بات کے لیے وقف کر دیں کہ کہیں ایک آیت بھی نظر انداز نہ ہو اور قرآن کی اصل ہیئت قیامت تک باقی رہے۔ اسی علمی روایت نے قرآن کو نہ صرف امت کے قلوب میں محفوظ رکھا بلکہ کتابی شکل میں بھی ایک ایسا معیار قائم کیا جو آج تک برقرار ہے۔

یوں آیاتِ قرآنیہ کی گنتی محض عددی مسئلہ نہیں بلکہ قرآن کی علمی عظمت اور امت کی حفاظتی کاوشوں کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ یہ موضوع بذاتِ خود اس حقیقت کی دلیل ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے جو ہر زاویے سے معجزہ ہے اور جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود ربِ کائنات نے اٹھا رکھی ہے۔

آیت کا لغوی معنی

تاریخ القرآن میں مولانا عبد الصمد صارم رحمہ اللہ لکھتے ہیں:[1]

آیات آیۃ کی جمع ہے، اور آیت کا معنی ہے نشان علامت، قرآن کریم میں اس کا مطلب ہے وہ مقام جس پر ٹھہرنا اچھا ہو۔

---

[1] الباب الثالث فی الشاتات، شمار، ص:101، ط۔ میر محمد کتب خانہ کراچی، 1359ھ

جیسا کہ المصباح المنیر (لابی العباس احمد بن محمد بن علي الفيومي، ت:۷۷۰ھ) میں ہے:

"والآية: العلامة، والجمع: آي، و آيات، والآية من القرآن: ما يحسن السكوت عليه."[2]

قرآن کی آیتوں کی تعداد

آیاتِ قرآنی کے بارہ میں یہ مشہور ہے کہ ان کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہے۔ یہ عدد اتنا مشہور ہے کہ ایک ایسا بچہ جو قرآنِ مجید صحیح طرح پڑھ بھی نہیں سکتا، وہ بھی آپ کو یہ عدد "ٹھیک ٹھیک" بتا سکتا ہے۔ آیئے جائزہ لیتے ہیں کہ یہ عدد کس حد تک حقیقت پہ مبنی ہے:

تعدادِ آیات کے بارے میں جمہور علماء کی رائے

جمہور علمائے کرام کے مطابق آیاتِ

قرآنی کی تعداد چھ ہزار دو سو (6200) سے کچھ اوپر ہے۔ اوپری عدد کی تعیین میں چودہ سے لے کر چھتیس تک کے سات مختلف اقوال ملتے ہیں۔ [الاتقان]

قَالَ الدَّانِيُّ: أَجْمَعُوا عَلَى أَنَّ عَدَدَ آيَاتِ الْقُرْآنِ سِتَّةُ آلَافِ آيَةٍ ثُمَّ اخْتَلَفُوا فِيمَا زَادَ عَلَى ذَلِكَ فَمِنْهُمْ مَنْ لَمْ يَزِدْ وَمِنْهُمْ مَنْ قَالَ: وَمِائَتَا آيَةٍ وَأَرْبَعُ آيَاتٍ وَقِيلَ: وَأَرْبَعَ عَشْرَةَ وَقِيلَ: وَتِسْعَ عَشْرَةَ وَقِيلَ: وَخَمْسٌ وَعِشْرُونَ وَقِيلَ: وَسِتٌّ وَثَلَاثُونَ[3]

مصحفِ قرآنی میں تعداد آیات اور ابنِ عباسؓ کی طرف منسوب ایک قول

ہمارے ہاں کے مصاحف میں کل تعداد چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) ہے جو کہ آپ خود بھی شمار کر سکتے ہیں۔ اگر ایسے اقوال کو بھی ساتھ شامل کر لیا جائے جنہیں بعد میں پذیرائی نہ مل سکی اور پیروکار نہ مل سکنے کی وجہ سے وہ معدوم ہو گئے تو پھر سب سے بڑا عدد جو ہمیں نظر آتا ہے، وہ چھ ہزار چھ سو (6616) کا ہے جو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔

وَقَدْ أَخْرَجَ ابْنُ الضُّرَيْسِ مِنْ طَرِيقِ عُثْمَانَ بْنِ عَطَاءٍ عَنْ أَبِيهِ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: جَمِيعُ آيِ القرآن ستة آلاف وستمائة وست عشرة آيَةً[4]

ترجمہ: ابن عباس کی نسبت سے منقول ہے کہ قرآن کی تمام آیتوں کی تعداد 6616 ہے۔

یہ اختلاف محض آیات کے شمار تک محدود ہے

پسِ منظر کے طور پر یاد رہے کہ یہ اختلاف محض آیات کے شمار تک محدود ہے، اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ قرآنِ کریم بغیر کسی کم و کاست کے ایک ہی ہے جو "الحمد" سے شروع ہو کر "والناس" پہ ختم ہوتا ہے۔ اسے آپ یوں سمجھیں کہ اگر کسی کے نزدیک آیاتِ قرآنی کی تعداد چھ ہزار دو سو چودہ (6214) ہے اور کسی کے نزدیک چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) ہے تو اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں کہ چھ ہزار دو سو چودہ (6214) والا شرق و غرب میں پڑھے جانے والے قرآن کے بعض حصوں کو قرآن تسلیم کرنے سے انکاری ہے یا پھر چھ ہزار دو سو چھتیس (6236) والا اس کو نامکمل سمجھتا ہے، بلکہ سب کے نزدیک بغیر کسی کمی بیشی کے قرآن وہی ہے جسے دنیا بھر کے مسلمان قرآن سمجھتے

---

[2] (الألف مع الواو، 1/ 32، ط: المكتبة العلمية، بيروت)

[3] جلد 1 ص, 231 الكتاب: الإتقان في علوم القرآن المؤلف: عبد الرحمن بن أبي بكر، جلال الدين السيوطي (المتوفى: 911ھ)

[4] الاتقان فی علوم القرآن جلد 1 ص— 232

اور پڑھتے ہیں۔ شمار کا اختلاف محض اس حد تک ہے کہ بعض حضرات نے اپنے پاس موجود دلائل کی روشنی میں قرآن کے ایک حصہ کو ایک آیت سمجھا اور بعض نے دو آیات اور بس!

6666 والی تعداد کی وضاحت

جب ہم چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) کے مشہورِ عام عدد کا "شجرہ نسب" معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو حیرت ہوتی ہے کہ "علوم القرآن" کی معروف کتب: " البرہان" [امام زرکشی] "الاتقان" [امام سیوطی] اور "مناہل العرفان" [شیخ عبدالعظیم الزرقانی] میں اس کا کوئی نام و پتہ درج نہیں ہے، مگر سوال یہ ہے کہ آخر یہ بے بنیاد اور غلط عدد کیوں کر اتنی شہرت اختیار کر گیا کہ جسے دیکھو یہی بتاتا ہے۔ جب ہم اس کی ٹوہ میں نکلے تو اردو کی بعض کتابوں میں ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف منسوب ایک گم نام سی بے سند روایت ملی جس میں یہ عدد انکی طرف منسوب کیا گیا تھا اور ساتھ ہی اس کی تفصیل یوں درج تھی: آیاتِ وعدہ ایک ہزار، آیاتِ وعید ایک ہزار، آیاتِ امر ایک ہزار، آیاتِ نہی ایک ہزار، آیاتِ امثال ایک ہزار، آیاتِ قصص ایک ہزار، آیاتِ حلال دو سو پچاس، آیاتِ حرام دو سو پچاس، آیاتِ تسبیح ایک سو، منسوخ التلاوۃ آیات چھیاسٹھ [فضائل حفاظ القرآن الکریم، قاری طاہر رحیمی مدنی مرحوم][5] تاہم عربی مآخذ میں مجھے کہیں یہ قول نہیں مل سکا۔

اگر اس روایت کو صحیح تسلیم کر لیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بکثرت ذکر ہونے والی آیات کے تخمینی اور تقریبی اعداد کسر کے بغیر ذکر کیے تھے (مثلاً آیاتِ وعدہ ایک ہزار، آیات تسبیح ایک سو وغیرہ وغیرہ) جیسا کہ روزمرہ بول چال میں بھی کر دیا جاتا ہے کہ "کم و بیش ایک ہزار" کو سہولت کے لیے صرف ایک ہزار اور "کم و بیش ایک سو" کو صرف ایک سو سے تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ پھر بعد والوں نے ان اعداد کو جمع کر کے چھ ہزار چھ سو چھیاٹھ (6666) کے دلکش اور "آرٹیفیشل نمبر" کو قرآنِ مجید کی تمام آیات کا کامل عدد قرار دے دیا جو کہ درست نہیں تھا۔ نیز قابلِ غور امر یہ ہے کہ اس میں وہ آیات بھی شامل کی گئی ہیں جن کی تلاوت منسوخ ہو چکی ہے، جیسا کہ درج بالا تفصیل سے ظاہر ہے۔ ایسے میں اس عدد کو موجودہ قرآن، جو اپنی جگہ کامل اور مکمل ہے، کی آیات کا عدد قرار دینا مغالطہ اندازی کے سوا کیا کہلا سکتا ہے؟ اگر چھیاسٹھ کا زائد عدد نکال بھی دیا جائے تو تب بھی چھ ہزار چھ سو (6600) کا کامل عدد اگرچہ حضرت ابنِ عباس کی طرف منسوب کیا گیا ہے، مگر ہمارے ہاں کے چھ ہزار دو سو چھتیس 6236 آیات والے مصاحف سے میل نہیں کھاتا۔ باقی جہاں تک اس روایت کی صحت اور استنادی حیثیت کا تعلق ہے تو یہ بھی ایک مستقل پہلو ہے جو غور اور توجہ کا متقاضی ہے۔

اس غلط فہمی کو کیسے دور کیا جائے

اگر اس غلط فہمی کا فوری سد باب نہ کیا گیا تو خطرہ ہے کہ آنے والے وقتوں میں تحریف قرآن کے قائل مُٹھی بھر لوگوں کو پروپیگنڈے کا موقع مل سکتا ہے کہ اگر آیاتِ قرآنی کی تعداد چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ (6666) ہے تو موجودہ قرآن میں قریباً چار سو (400) آیات کم کیوں

[5] فضائل حفاظ القرآن الکریم

ہیں؟؟ اگر خدانخواستہ یہ پروپیگنڈا شروع ہوا تو خلق خدا کے گم راہی کی طرف لڑھکنے کے کتنے مواقع پیدا ہو جائیں گے! ہماری نظر میں اس کا حل یہ ہے کہ بلا تفریقِ مسلک پاکستان کے تمام مقتدر دینی مراکز اور ادارے اپنے اپنے وسائل اور ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے ایک بریکنگ نیوز ٹائپ کا اعلامیہ جاری کریں جس میں آیاتِ قرآنی کی صحیح تعداد بیان کی جائے۔ اس سے ان شاءاللہ اس غلط فہمی کی جڑ کٹ جائے گی اور مسلمانوں کی دینی حفاظت کا فریضہ بروقت ادا ہو جائے گا۔

تو قرآنی آیات کے چھ ہزار دوسو کے عدد پر سب علماء و قراء کا اتفاق ہے، یعنی آیت شمار کرنے والوں کا اس پر اجماع ہے کہ مجموعہ عدد چھ ہزار دوسو سے کچھ زیادہ ہے، کتنا زیادہ ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔

اختلاف صرف دوسو کے بعد کے عدد میں ہے،

چنانچہ قرآن مجید کی آیتوں کی تعداد کے بارے میں چھ (6) اقوال ہیں، تفصیل ملاحظہ ہو:

مناہل العرفان میں ہے

"قال صاحب التبيان ما نصه: وأما عدد آي القرآن فقد اتفق العادون على أنه ستة آلاف ومائتا آية وكسر إلا أن هذا الكسر يختلف مبلغه باختلاف أعدادهم:

ففي عدد المدني الأول سبع عشرة وبه قال نافع.

وفي عدد المدني الأخير أربع عشرة عند شيبة وعشر عند أبي جعفر.

وفي عدد المكي عشرون.

وفي عدد الكوفي ست وثلاثون. وهو مروي عن حمزة الزيات.

وفي عدد البصري خمس وهو مروي عن عاصم الجحدري. وفي رواية عنه أربع وبه قال أيوب بن المتوكل البصري وفي رواية عن البصريين أنهم قالوا: تسع عشرة وروي ذلك عن قتادة.

وفي عدد الشامي ست وعشرون وهو مروي عن يحيى بن الحارث الذماري اهـ" :[6]

مذکورہ عبارت کا خلاصہ

مدنی اول: اس شمار کے مطابق مجموعہ عدد آیات (6217) ہے۔

مدنی دوم: شیبہ کے بیان مطابق عددِ آیات کا مجموعہ (6214)، اور ابو جعفر کے بیان کے مطابق: (6210) ہے۔

مکی عدد: اس شمار کا مجموعہ عدد (6219) ہے۔

شامی عدد: اس شمار کے مطابق مجموعہ عدد آیات (6226) ہے۔

بصری عدد: اس شمار کے مطابق مجموعہ عدد آیات (6204) ہے۔

کوفی عدد: اس شمار کے مطابق مجموعہ عدد آیات (6236) ہے۔

ان تمام اقوال میں راجح اور مختار قول کوفی عدد کا ہے یعنی (6236) کا عدد، اس لیے کہ اس شمار کا ماخذ خلیفہ راشد علی بن ابی طالبؓ ہیں، اس بات پر تمام روایات متفق ہیں، نیز عدد آیات کے مختلف طریقہ شمار میں سے کوفی شمار کو متعدد اماموں نے افضل کہا ہے، صرف برِّ صغیر نہیں ہر دور میں عالمِ اسلام کے اکثر علاقوں میں اسی شمار کا اتّباع کیا جاتا ہے۔

---

[6] المبحث التاسع: في ترتيب آيات القرآن وسوره، عدد آيات القرآن، 1 / 343، ط. مطبعة عيسى البابي الحلبي

اختلاف کی وجہ

مناھل العرفان میں ہے:

"سبب هذا الاختلاف أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يقف على رؤوس الآي تعليما لأصحابه أنها رؤوس آي حتى إذا علموا ذلك وصل صلى الله عليه وسلم الآية بما بعدها طلبا لتمام المعنى فيظن بعض الناس أن ما وقف عليه النبي صلى الله عليه وسلم ليس فاصلة فيصلها بما بعدها معتبرا أن الجميع آية واحدة والبعض يعتبرها آية مستقلة فلا يصلها بما بعدها. وقد علمت أن الخطب في ذلك سهل لأنه لا يترتب عليه في القرآن زيادة ولا نقص".[7]

عبارت کا مقصد

اس اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب تلاوت فرماتے تو آیات کے آخر پر ٹھہرتے تھے اور کبھی کسی آیت کے درمیان بھی سانس لینے کے لیے ٹھہر جاتے تھے۔ سننے والے (صحابہ کرامؓ) گمان کرتے تھے کہ یہاں پر یہ آیت ختم ہو گئی ہے۔ بعض اوقات مفہوم اور معنی کی مناسبت سے ایک آیت کو دوسری آیت سے ملا کر پڑھ لیتے تھے، جس پر سامعین یہ سمجھتے کہ شاید یہ ایک ہی آیت ہے، ان وجوہات کی بنا پر آیات کی تعداد اور شمار میں اختلاف واقع ہوا۔

حاصل مفہوم

عبارت بالا کا حاصل مفہوم یہ ہے کہ قرآن کریم کی آیات کو شمار کرنے میں سلف کے درمیان جو تنوع پایا گیا یہ اختلاف بالکل نہیں؛ اگرچہ صورۃً اختلاف محسوس ہوتا ہے۔

تفسیر القرطبي میں ہے:

"وجميع عدد آي القرآن في قول الكوفيين ستة آلاف آية ومائتا آية وثلاثون وست آيات، وهو العدد الذي رواه سليم والكسائي عن حمزة، وأسنده الكسائي إلى علي رضي الله عنه."[8]

البيان في عدّ آي القرآن میں ہے:

"قال محمد وجميع عدد آي القرآن في قول الكوفيين خاصة ستة آلاف ومئتا آية وثلاثون وست آيات وهو العدد الذي رواه سليم والكسائي عن حمزة وأسنده الكسائي إلى علي رضي الله عنه وذكر سليم أن حمزة قال هو عدد أبي عبد الرحمن السلمي، ولا أشك فيه عن علي إلا أني أجيز عنه قال محمد وعواشر جملة القرآن في عدد الكوفيين ست مئة عاشرة وثلاث وعشرون عاشرة وست آيات وجملة الخوامس ست مئة خامسة وأربع وعشرون خامسة و آية".[9]

فنون الأفنان میں ہے:

[7] المبحث التاسع، عدد آيات القرآن، ج: 1، ص: 343، 344، ط: مطبعة عيسى البابي

[8] باب ذكر معنى السورة والآية والكلمة والحرف، ج: 1، ص: 65، ط: دار الكتب المصرية

[9] ذكر عدد الكوفي، ص: 80، ط: مركز المخطوطات والتراث

"وأما الكوفي فمنسوب إلى أبي عبد الرحمن السلمي عن على بن أبي طالب، وقد نسبه قوم إلى ابن مسعود، والأول أصح..... وفيالكوفي ست وثلاثون آية." [10]

فتح الرحمن في تفسیر القرآن میں ہے:

"وعدد آياته ستة آلاف ومئتان وست وثلاثون آية".[11]

معجم علوم القرآن میں ہے:

"العدّ الكوفي : أحد مذاهب عدّ آي القرآن الكريم.وهو ما رواه حمزة (أحد القراء السبعة) عن ابن أبي ليلى عن أبي عبد الرحمن السلمي عن علي بن أبي طالب، وكذا ما رواه سفيان عن عبد الأعلى عن أبي عبد الرحمن السلمي عن علي بن أبي طالب، وعدد آي القرآن الكريم عندهم ٦٢٣٦.وهذا العدد الكوفي هو المروي عن أهل الكوفة موصولا إلى الإمام علي بن أبي طالب. أما ما رواه أهل الكوفة عن أهل المدينة فهو المدني الأول.

وتجدر الإشارة إلى أن المصاحف التي بين أيدي جماهير المسلمين اليوم اتبع في عدّ آياتها طريقة الكوفيين هذه، لأن حفصا راوي عاصم كوفي. ومن ثم فعدد آيات هذه المصاحف ٦٢٣٦." [12]

مناهل العرفان میں ہے:

"عدد آيات القرآن: قال صاحب التبيان ما نصه: وأما عدد آي القرآن فقد اتفق العادون على أنه ستة آلاف ومائتا آية وكسر إلا أن هذا الكسر يختلف مبلغه باختلاف أعدادهم: ففي عدد المدني الأول سبع عشرة وبه قال نافع. وفي عدد المدني الأخير أربع عشرة عند شيبة وعشر عند أبي جعفر. وفي عدد المكي عشرون. وفي عدد الكوفي ست وثلاثون. وهو مروي عن حمزة الزيات. وفي عدد البصري خمس وهو مروي عن عاصم الجحدري. وفي رواية عنه أربع وبه قال أيوب بن المتوكل البصري وفي رواية عن البصريين أنهم قالوا: تسع عشرة وروي ذلك عن قتادة. وفي عدد الشامي ست وعشرون وهو مروي عن يحيى بن الحارث الذماري. وقال صاحب التبيان أيضا قبل ذلك ما نصه: عدد المكي منسوب إلى عبد الله بن كثير أحد السبعة وهو يروي ذلك عن مجاهد عن ابن عباس عن أبي بن كعب. وعدد المدني على ضربين: عدد المدني الأول وعدد المدني الأخير. فعدد المدني الأول غير منسوب إلى أحد بعينه. وإنما نقله أهل الكوفة عن أهل المدينة مرسلا ولم يسموا في ذلك أحدا وكانوا يأخذون به وإن كان لهم عدد مخصوص. وعدد المدني الأخير منسوب إلى أبي جعفر بن يزيد بن القعقاع أحد العشرة وشيبة بن نصاح. وقد رواه عنهما إسماعيل بن جعفر بن أبي كثير الأنصاري بواسطة سليمان بن جماز. وقد وهم من نسب عدد المدني الأول إلى أبي جعفر وشيبة وعدد المدني الأخير إلى إسماعيل ابن جعفر. وكأن الذي أوقعه في ذلك ما ذكر في بعض الكتب من أن نافعا روى عنهما عدد المدني الأول وأن أبا عمرو عرض العدد المذكور على أبي جعفر فإن رواية ذلك عنهما لا تقتضي نسبته إليهما. وأما نسبة عدد المدني الأخير إليهما فهو مما لا ريب فيه . ما أردنا نقله تنويرا في هذا الموضوع الذي اضطربت فيه بعض النقول." [13]

فنون الأفنان میں ہے:

---

[10] باب عدد سور القرآن وآياته وكلماته وحروفه ونقطه، ص:239، ط: دار البشائر بیروت

[11] مقدمة المصنف، فصل في ذكر عدد سور القرآن وآياته وحروفه وكلماته، ج:1، ص:22، ط: دار النوادر

[12] عدّ آي القرآن الكريم، عدّ المدني الأول، ص:190 تا 192، ط: دار القلم

[13] المبحث التاسع، عدد آيات القرآن، ج:1، ص:343، 344، ط: مطبعة عيسى البابي

"وإنما ذكرنا الكوفي، لأنه المعتمد عليه من الأعداد ." [14]

اسی طرح سعادة الدارين في بيان وعد أي معجز الثقلين للشيخ حداد میں ہے:

"ثم أذكر رؤوس آياتها تفصيلاً على ما جاء في العدد الكوفي، وإنما آثرته على بقية الاعداد لعُلُوِّ إسناده إلى علي بن أبي طالب كرم الله وجهه ولأنه المكتوب في المصاحف المتداولة بين الناس." [15]

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

"فأما عدد آيات القرآن فستة آلاف آية، ثم اختلف فيما زاد على ذلك على أقوال، فمنهم من لم يزد على ذلك، ومنهم من قال: ومائتا آية وأربع آيات، وقيل: وأربع عشرة آية، وقيل: ومائتان وتسع عشرة، وقيل: ومائتان وخمس وعشرون آية، وست وعشرون آية، وقيل: ومائتا آية، وست وثلاثون آية. حكى ذلك أبو عمرو الداني في كتاب البيان ." [16]

البيان في عد آي القرآن میں ہے:

"قال الحافظ وهذه الأعداد وإن كانت موقوفة على هؤلاء الأئمة فإن لها لا شك مادة تتصل بها وإن لم نعلمها من طريق الرواية والتوقيف كعلمنا بمادة الحروف والاختلاف إذ كان كل واحد منهم قد لقي غير واحد من الصحابة وشاهده وأخذ عنه وسمع منه أو لقي من لقي الصحابة مع أنهم لم يكونوا أهل رأي واختراع بل كانوا أهل تمسك واتبا." [17]

---

[14] باب عدد آيات السور، فصل في ثواب تلاوة ثلاثمائة آية، ص:330، ط:دار البشائر

[15] (ص:10، ط:طبعة اولیٰ مطبعة معاہد قاہرہ مصر، 1343ھ)

[16] مقدمة ابن کثیر، ج:1، ص:98، ط:دار طيبة

[17] ابتداء الكتاب، ص:70، ط:مركز المخطوطات والتراث